رجسٹرڈ نمبر اے ۷۸۳



توجہ شرط ہے

(۱) اودھ پنچ میں بھرتی کی خبریں نہیں ہوتیں۔ مذہبی جھگڑے نہیں ہوتے۔ بے نتیجہ مضامین لغو نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بھانڈوں اور مسخروں کی طرح ہنسانے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ ایک حکیم کی طرح قابل ضحک امور پر خود ہنستا ہے۔ دوسرے اس ہنسی کی تقلید بھی کرتے ہیں اور گریہ بھی۔ اودھ پنچ صرف اپنی بضاعت پر قانع اور منقولات سے بے نیاز ہے۔

(۲) قیمت کی زیادتی پر منہ نہ بنایئے۔ نہ حجم کی کمی پر تیوریاں چڑھایئے۔ دیکھئے کہ گوہر و خزف میں فرق ہے بلکہ افادات کی جہت، رائے کی اصابت بے رو و رعایت، نکتہ چینی، صحیح نتائج، رجحانات اور بنیادی اصلاحات اخلاقی و سیاسی و ادبی پر نظر رکھیے۔ انشاء اللہ سال بھر کے مجموعے میں آپ کو سیکڑوں ایسے جواہر مل جائیں گے جن کا ثانی کسی دوسرے خزانے میں نہ ملے گا

منیجر کی نہایت ضروری گزارش

قواعد و ضوابط

(۱) اُجرت اشتہارات اور قیمت اودھ پنچ بہرحال پیشگی لی جاتی ہے۔

(۲) شاگردان مدارس کے ساتھ بشرط تصدیق ہیڈ ماسٹر یا پروفیسر صرف سالانہ قیمت میں ایک روپیہ کی رعایت کی جاتی ہے یعنی چار روپیہ (للعہ) سالانہ قیمت لی جائے گی۔ یہ ضروری شرط ہے۔

(۳) قیمت اودھ پنچ کا وی پی نہیں بھیجا جاتا اس وجہ سے کہ ڈاک کے علاوہ وی پی بھیجنے میں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) نمونہ بازوں کو معلوم رہنا چاہیے کہ اودھ پنچ ایک مشہور ظریف پرچہ ہے اور مدتوں سے ملک کی خدمت کر رہا ہے نمونہ کے طور پر ایک پرچہ دیکھنے سے اسکی تمام خوبیاں ناظرین دریافت نہیں کر سکتے۔ ہر ایک نمبر میں نئے مضامین ہوتے ہیں ممکن ہے کہ جو پرچہ نمونے کا آپ کو ملے اس میں آپ کے مذاق کے مضامین نہ ہوں، اور دوسرے پرچوں میں آپکے حسب خواہش مضامین ہوں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ امتحاناً [illegible] کے واسطے خریدار بنیں اگر ان پرچوں کے مضامین آپ کے مفید مطلب اور مذاق کے موافق معلوم ہوں تو چھ ماہ کے اندر [illegible] آپ مدت خریداری کو ایک سال تک بڑھا سکتے ہیں ورنہ [illegible] ایک مشہور [illegible] پرچہ کا نمونہ طلب کرنا ہی فضول ہے۔

(۵) طالبان مفت اگر اپنی جیب پر قیمت کا بار نہیں ڈال سکتے تو انہیں لازم ہے کہ چند سالانہ خریداروں سے قیمت بھجوائیں اور اس طرح اپنے نام ایک سال کے لیے اودھ پنچ بلا قیمت جاری کرا لیں۔ دام و درم نہیں تو قدمی کوشش سے فائدہ اٹھائیں۔ مذہب یا ناداری یا یتیمی کا واسطہ دینا خلاف تہذیب ہے۔

(۶) یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ڈاکخانے صاحب ڈاکو ہیں۔ یہاں سے ہم پرچہ روانہ کرتے ہیں وہ راستے میں گم ہو جاتا ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ہر نمبر کے اشاعت کے بعد پانچ چار عتاب نامے منیجر کے نام ضرور آتے ہیں۔ ہر ایک کاپی کے ساتھ ہزاروں خریداروں [illegible] منیجر خود نہیں پہونچ سکتا اور پرچہ کو گم ہونے کی عادت ہے پس اس عادت کا علاج یہی ہے کہ گم شدہ نمبر دوبارہ طلب کیا جائے۔ پرچہ کی اشاعت سے غرض یہی ہے کہ آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں ناخوش کرنا مقصود نہیں ہے۔ لہذا عمداً تساہل نہیں ہوتا۔

(۷) میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ہفتہ قبل دفتر سے اطلاعی خط روانہ ہوتا ہے اگر اسکا جواب نہ آوے تو [illegible] پرچہ بند کر دیا جاتا ہے۔ لہذا اگر تجدید خریداری منظور ہو تو فوراً اطلاعی عریضہ کا جواب ملنا چاہیے جسکی روانگی کی رسید ڈاکخانے سے حاصل کر لی جاتی ہے۔

(۸) جن اشتہارات و اطلاعات کے تحت میں منیجر اودھ پنچ کا نام نہیں ہے انکے متعلق خط و کتابت مشتہر کے نام ہونی چاہیے

(۹) جو مضامین "اودھ پنچ" کی مصلحت پالیسی کے مطابق نہ ہوں گے وہ شائع نہ ہونگے اور ان کی واپسی پر بھی ہم مجبور نہیں ہیں

(۱۰) مضامین صاف خط میں کاغذ کے ایک ہی جانب پر لکھے جائیں۔ مذہبی اور ذاتی حیثیت سے کسی شخص یا قوم کی تضحیک ان میں نہ ہو فقط۔

نوٹ

جو حضرات خریدار ہیں انہیں خطوط اور منی آرڈر میں نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیے جو کہ ان کے نام کی چٹھی پر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۳ نمبر ۱۰

مضامین غیر

۱۰ مارچ ۱۹۲۹ء

بی اماں دھری کے فلسفیانہ خیالات

(نمبر ۲)

کام کاج

فرح بخش آدمی ہی کو ڈھی کام کا نہیں۔ دنیا کی عورت کی آدمی پیارا نہیں کام پیارا ہوتا ہے۔ جہاں جہاں میں نے کام کاج کیا ہے جس کا جی چاہے پوچھ لے کیا مجال جو کوئی نام رکھے بس یہی سمجھے گا کہ واہ واہ اماں کا کیا کتنا کام کرنے میں تیزی ہے واہ ہے۔ دمن کی کچھ اتی ہے۔ کل اس میں اس کا رگیہ نہیں کرتی کہ اور اوپر باتیں کوئی نہ کہے گا واہ ہے ہے کھو دے باتیں۔ کوئی تو کہے گا کہ اماں کا ایسا ما بعد مشتی آدمی تقدیروں سے ملتا ہے۔ کوئی کہے گا جس گھر میں بی اماں کا قدم آیا وہاں گھر بھونچال آیا۔ آدمی نہیں دھرتی دھمک دھیپ ہے۔ کوئی کہے گا بھاگوان ہے۔ کوئی بدنام کریگا کہ کم بخت پیری ہے۔ یہ اپنی اپنی سمجھ کا بوگ ہے میں کوئی راون تو ہوں نہیں جیسے دس سر تھے۔ میں تو آدمی ہوں۔ اندر سبھا کی پشیر ہیں (اشعار) دیکھنے میں ایک ہی پیان کے مالک (معلوم) ہوتے ہیں جن سے مطلب کسی کا کچھ کسی کا کچھ یا گوروں کی طرح کہ ظاہر میں سب انسان دیکھا ایک برابر دیکھا ہا مگر دیتے ہیں کل سب الگ الگ بس میں تو یہ کہتی ہوں کہ اماں جدہی کے کام کاج کی تعریف میں ہر ایک کا منہ خشک ہوتا ہے۔ ابھی کل ہی نواب بھی آئے تھے۔ پھر کیا کہتے تھے بی بی کرو نہ بار زبان (پانچ احمد کی نہ ہوتی تو اماں کا دشمن دشمن دنیا کے پردے پر نہ ہوتا۔ اچھا ہے تو جاگے

کام بھی کرو پانچ آدمیوں کے برابر کرتی ہے بھی کیا پر جسی ہوئے کہ آئی تھکن لیکن یہ کام سے کبھی میں گھبرائی۔ انسان پیدا ہی کام کاج کے لیے ہوا ہے۔ یہ تو امیر امراء کے لیے ہے کہ پڑے پڑے مسند پر بیٹھے کرتے ہیں بارہ بجے دن کو آرام کر کے اٹھے۔ پیچوان بھرا رکھا ہے دو گھونٹ پیے پھر چوکی پر گئے تنبیہ رقیقی ایک مارے تین گھنٹے کاٹے کے بعد پھر ریش گھڑے پانی سے آبدست لیا چوکی پر سے آئے لگنشر بہر شدہ دھویا اسے تو اتنے میں دستر خوان بچھ گیا۔ خاصہ نوش کیا۔ ہاتھ دھوئے گلوری کھائی چاپڑ بچھ گئی۔ مصاحب جمع ہوئے شام سے شام تک پو بارہ اور تین کانے ہوتے رہے۔ اتنے میں ہوا کھا لگ گئی سوار ہو کے ہوا کھانے چلے گئے۔ گھر سے گما سے آٹھ بجے رات کو آئے شام کا دربار لگا۔ داستان سننے کہانیاں ہوئیں یا ناچ مجرا گانا بجانا ہوا کیا۔ بارہ بجے دستر خوان چنا گیا خاصہ نوش کرکے آرام کیا۔ بھلا ہم غریبوں کو یہ دن کہاں نصیب جو دو دن کام کاج نہ کریں تو دیوالا نکل جائے سوکھی پانچ پھو سو لچی کی اوقات ہی کیا۔ سر آتے ہیں پاؤں جاتے ہیں۔ جو نوکری کی تو لاچاری ہوئی اور جو منہ بھر گھر میں بیٹھنا چاہا تو فاقے ہونے لگے۔ سچ ہے اللہ میاں نے ہر آدمی کو ہر کام کے لیے پیدا کیا ہے۔ کوئی خدمت (خدمت) لینے کے لیے ہے کوئی عمل کرنے کے واسطے۔ اور میں تو میری ایسی اپنی بات کی دھنی ہوں کہ کبھی مردوں سے بھی نہیں بچکی ورنہ نوکر کنارے گھر میں پاؤں توڑ کے بھی بیٹھی تو کسی ایسے ویسے کے گھر سے نہیں توڑے۔ جبھی تم لوگ سب شاہد ہو کہ میں نے چھوٹے بڑے ملا کے کوئی چار نکاح کیے مگر مردوے کی کیا مجال کمائی کر تحفیرا کی راہ نہیں دیکھی کہ آئیں تو پیٹ میں گر لیا پڑے نہیں لگالائے۔ جا سے تیری کمائی کا یہاں کون محتاج ہے۔ اس بڑھاپے میں بھی جس جان جہاں صحت کا جی چاہے مقابلہ (مقابلہ) کرکے دیکھ لے جو بھی ہر شدہ توڑ تانگ کے رستے نکل جاؤں۔ کوئی دو چیتے ادھر کا ذکر ادھر کی ہے کہ ایک بڑا سا

دیگچہ صندوق رکھا تھا میں بجلی دے دی علی صندوقچی سلے پیندے کے نیچے دیکھ کر دیکھا تو (لگا ہوا تھا) ٹھہرائی جانے کی گنجائش نہ نکلی تشکیل بھی میں نے کہا لاؤ اسے ایک طرف اٹھا کے رکھ دوں اتنے میں آ گئی اتنا کی لڑکی نجبن جوان پچیتا با بی تھا بھی کہنے لگی توئی ہوا اماں بھلا یہ بھاری سا صندوق تم کیونکر اٹھا لو گی کہیں زیر ناف درد نہ اٹھ کھڑا ہو باہر سے کسی مردوے کو بلا لو۔ میں نے کہا چل ہٹ کر کئی سے مجھ پر دھیا کر سبق دیتے۔ آدمی ہی اکیلی کیا کم ہوں جو کسی مرد کو بلاؤں۔ ا سے میں تو تجھے بھی اس صندوق میں بند کرکے اٹھا سکتی ہوں۔ آ تو دیکھ۔ وہ مارے ہنسی کے لوٹ گئی۔ بولی سچ کہا میں نے کہا سچ نہیں تو کیا جھوٹ مرتے ہی جاتے ہو تو سہی دفع ہو۔ وہ لو خیر بھی اس نے کہا آ اتنا آ اتنا دو ٹی میں بیٹھی تو دو آنے تم سے کھڑے کھڑے بھروں گی پھر بچو اتنی نہ کرنا کہیں نہیں دو لی۔ میں بولی کر تم بھی نا مگر دو نا نگوڑا ہو تا۔ وہ بولی تو جب سے بچڑا اٹھا خراب ہی صندوق میں جا بیٹھی۔ جونہی میں کرو دوں میں ہاتھ ڈال کے اٹھانے لگی وہ نی بیچ سے ہنگلیں بس میں تو سہم گئی۔ جیسے تیسے صندوق تھوڑی دور پر کھسکا کے رکھ دیا۔ بیدا مے پوچھا ابھی تو یہاں نجبن کھڑی تھی یہ کہاں غائب ہو گئی اب میں چپ کیا کروں؟ جھوٹ بولتی ہوں تو روزہ کھٹکتا ہوتا ہے۔ سچ کہتی ہوں تو بیگم اپنے دل میں کیا کہیں گی کہ بڑھی جورو اسینگ تڑوا کے بچھیروں میں داخل ہو گئی۔ پھر جی نے کہا وہ بہت ہی نرالی ہے کہ چپ ادھر ہی گی۔ جھوٹ کیوں بولوں۔ چلو ہاتھ ہنسی مل گئی میں کھل گئی۔ کل نجبن اس دن سے ہاہا اک گئی۔ جب مجھے دیکھتی ہے ہنستی ہے۔ آؤ وہ دیکھو بڑھیا تیری ہڈیاں دو ہاتھ ہیں۔ دو ہاتھ شریں تو آج چلتے پھرتے دوڑتے دھوپ میں جاؤ پکڑ کر دیتی۔ کام کاج نہ بیماری ذکھی کو پاس نے آ دیکھی پائی کو دیکھے۔ وہ تو ہے کیسے ٹانا نہیں۔ جو لوگ استعمال سے دیکھ دیکھ کے بات مانتے ہیں وہ سدا بیمار رہتے (چار) رہتے ہیں۔ بڑی سی مولوی صاحب کو دیکھو باہر سے

کسی نے پکارا مولوی صاحب ذرا باہر تشریف لایئے مرزا صاحب نے اٹھا لیا تھیں (تسبیح) وغیرہ بند کیں۔ ہنکارا کیا دروازے پر آئے اب ایک ایک سے کہتے ہیں وہ کیسے وہ اس وقت نہیں ہیں۔ جب اسے کہا کہ اچھا کہہ دینا چند وحسن آیا تھا نواب سوسم علی خاں (محسن علیخاں) کے یہاں سے ماتمی جوڑا لایا تھا۔ اے جوڑے کا نام سنتے ہی مولوی نے جھٹ کنڈی اٹھایا اور دروازے ادھر اُدھر پھرا کے بول اٹھا۔ متھرا میں آتا ہوں۔ اس وقت سو رہا تھا لڑکے نے کہہ دیا گھر میں نہیں ہیں۔ لاحول ولا قوۃ یہ لونڈا کس قدر جھوٹ بولتا ہے۔ لے بھلا تمہیں دل میں انصاف کرو یہ بھی کوئی بات ہے۔ اللہ نے آدمی کی سی شکل آدمی کے سے ہاتھ پاؤں دیے استخارہ بھی کھیل ہو گیا۔ کھانا کھائیں گے پانی پئیں تو استخارہ کو ڈی جوڑا کے ساتھ سوئیں تو استخارہ۔ اسی سے فاقوں پر فاقے ہوتے ہیں جو کوئی ان کی تقدیروں سے مر گیا تو ان کے گھر عید ہو گئی۔ میں نے ایسے کاہل کم بخت دیکھے ہیں جن کے ہاتھ پاؤں تو دیے اور ہیں اچھے خاصے موٹے تازے گل جبر پائی (جار پائی) کے بان توڑنے کے سوا اور کوئی کام نہیں کرتے۔ ورنگو ایسے کم بخت کس کام کے ہیں کہتی ہوں انکی جورو اپنے دل میں کیا کہتی ہوگی۔ اے یہاں تک تو دیکھا ہے کہ میاں ڈنڈ پیل جوان ہیں اور جورو دھان پان سی جو روپئی کے گھر سے کو لے کر ادھر کے لاتی ہے اور یہ بیٹھے کھی کرتے ہیں پھر خالی تازک دھان پان ہی نہیں تھوڑی آئے دن کی ردھیں۔ روزانہ آتی ہے۔ پیٹ درست ہونے نہیں آتا۔ اسے دور کیوں جاؤ یہ گھر ڈرے بیٹھے کی تھیں آج محنت مزدوری مزدوری کر کے یہ تو حق ملال کی روٹی کھاتی نہیں وہ تو چار کے ڈوروں ڈوروں استہ اور پھیلا کر تجھے الحمد اللہ کرتے ہیں جن کی جوڑیاں برقرار ہیں [illegible] روحی کا گھر میں قدم آتے ہی میری سرکار روز دھوں تمام جو توں چلیں [illegible]

تمہیں شرم نہیں آتی۔ کہیں گھر کہاں کمانے جرکہیں سے ٹکا رے جاتے ہو اس پر بھی باز نہیں آتے۔ اپنے ہاتھ کے کام کاج کی کیا بات ہے میں تو کہتی ہوں امیر امرا کو زندگی کا خاک ذائقہ لطف اٹھتا ہوگا۔ جو کوئی سوڑ سے پنچا دے تو پہنیں۔ جو کوئی پانی پلا دے تو پئیں نہیں تو پیاسے بیٹھے رہیں۔ میرا کہا قائل نہیں ہوں یعنی یعنی ملازن کر میں نے دیکھا کہ ایک ٹھکانے جم کے نہیں رہتیاں۔ آج اس گھر میں کل اس گھر میں بڑا ظلم ہوا ہمائیں بھی بیری جان میں شب نہیں سکتیں۔ کہو بی دی پاکسو کا ہو رہے یا کسی کو کر رکھے۔ جم کے رہنے میں سرکار ہو جاتی ہے پرانی حق حقوق کی ماہ نکل جاتی ہے۔ آج میں نواب محسن کہیں نہیں ہوں کل جنیا کی دودھ بڑھائی ہوئی تو میں نے بھی کہا کہ مجھے میرا جوڑا آخر میں نے بھی آٹھ برس آپ کی نمک ونمک کھایا ہے میرا حق کیسے جوڑا نہیں اُمید ہے امام صاحب کہنے لگیں کیوں حق نہیں تو گھر آئی کیوں ہے تیرا جوڑا اسیا سلا یار کھا ہے کبھی دیکھ آ بیو صاحب نے بھانجی ماری کی اب وہ نہیں جوڑو پیر بابو آدمی رات دن خدمت کرتے ہیں انھیں دیں گی بے امام صاحب نے ایک تو ستی ود بہی کہہ گئیں کہ صاحب اما میں ہمارے یہاں کی پرانی مہری ہے نیا نوکر ان کا پیڑا نا تو دن کا اس کی برابری کوئی نہیں کر سکتا۔

بھلا جلدی جلدی نکھروں سے ملتے ہیں یہ بات کہاں نصیب۔ خیر اتن کو تم نے بھی دیکھا جو جو۔ اے وہی جو تنبشی کے ہاں دوانہ اسے کے پاس کسی گانوں کی رہنے والی تھیں۔ وہ کچھ بھلا سا نام ہے پیشہ ہے منھ میں نہیں آتا۔ اے سبحان اللہ کیا کھانا پکاتی تھی کہ اچھا بچے بوٹی انگلیاں چاٹا کریں۔ اُنہے بھی اللہ جھوٹ نہ بلائے تو کوئی پچاس برس کی تو ہوگی۔ بجرو اچھا اور اچھی بھلا دو۔ ایک جگہوں پاؤں نہیں ٹکتا تھا۔ آج یہاں کل وہاں اب ہاتھ میں تھر تھا۔ بکری ہاتھ باندھ کے کھڑی رہتی تھی۔ میں ہے گمان بھی ہے کوئی اسیو [illegible]

نہیں جوں۔ ایک نوکری چھوٹ گئی تو مہینوں گھر بیٹھنا پڑا۔ مل ان سے ہی جو کوئی جانتا ہے کہ اس کام کاج میں کیا تکلیف گزرو وہیں وہ تو شامد کرکے جو نوکر رکھ لیتا ہے۔ بیکار ہے کہ آجکل آدمی بنوں کی آبادی ہے۔ بکمی پڑے کچھ دنوں کی کمی ہی نہیں۔ خدمتگاری کی جہاں دیکھو مانگ ہے۔ پڑھے لکھے آدمی مزدوری دستوری نہیں کرتے گلے مارے مارے پھرتے ہیں کوئی پوچھتا تک نہیں۔ پنڈت جی کہاں ایک منشی دو کار تھا انھیں نے اشتہار چھپا تو سے سیری سیوں کوئی پالسو عرضیاں آئیں ایک کہتا تھا میں نوکر رکھ لو دوسرا کہتا تھا میں رکھ لو تشخیص پر دم آ گیا بیچارے پنڈت جی گھبرا گئے بڑے بڑے لوگوں نے سی کار کی رسمی سفارش کی اب کس کس منھ موڑیں کس کی بات مانیں۔ دو روز سے پر ضمیر کا جواب پینے کے پیے منھ کے تھوڑے گئے، بیٹھے تھے وہ بھا شخص ہے ایک اندر سو چو اور تو انھیں نے [illegible] ہے۔ کیو رونی نال مثال کرکے ایک مرد آدمی کو نوکر رکھ لیا۔ اب کہا بھیجے پیٹ بڑے لکھوں سے تو جاہل اچھے کہ قدر تو ہوتی ہے۔ بیسیوں جگہوں سے طلب ہوتی ہے۔ جب میں نے پنڈت جی کے یہاں نوکری کر لی۔ نوکری کیا میں تو انکی صورت دیکھنے کے لیے منت منت دعت۔ گنوار ہی بولی اٹھی خدمت کرنے کو جو رکھی گئی وہ تھے رہیں آدمی بھلا ناک پر مکھی بیٹھنے کو بیٹھنے دیتے وہ تنخواہ طلب بیٹھے رہتے تھے۔ تو اسی زمانے میں بیسیوں آدمیوں نے جھڑکا پالا اور سے ایک منہ دکھیاں پڑی ہوں عذر کیا دیکھیے ہی وش روپئی وہ بھی ختنک۔ پھر ویسی آمدنی نہیں اس سے تو ہمارے یہاں چلی ہم بارہ روپیہ دیجیے۔ کل میں دل سے مجبور تھی بی بی شکر کے بیٹے۔ مجھے زکوٰۃ کا پلاؤ نہیں اچھا۔ تیری ہو گا میں کھیتی تھی کہ پڑھے لکھے سے کوئی فائدہ ہو نہیں گراوہ۔

عجب تیری قدرت عجب تیرے کھیل
چھچھوندر لگائے چنبیلی کا تیل

یہی شباب ہے۔ لڑکے کو ہوش ہے ... مولوی صاحب کے پاس بٹھایا اور نام کٹ کر وہ کام کوچ میں ... بھی بیٹا نہیں۔ ماننے ... میں اپنی ... کے کبھی بھول ... پاؤں کا اچھا ہے اپنے باپ سے ذیل ڈول میں بھی پھر کتنا ہوتا۔ دن رات کسی نہ کسی کام میں گم رہتا ہے مگر ... اور باپ کا سا ہے۔ اول جلول۔ مقصد یہ ہے کہ جو کام ... ذکر کیجئے ... تو گلی ڈنڈا کھیلنے لگیں گے پانی بھرنے کی فرمائش (فرمائش) کرو تو ... تھیں گے۔ پھر اول جلول مزاج والے کا ... حال ہر گام اسکی کمائی میں برکت کہاں۔ آجکل خیر سے گورکھپور کے ایک رئیس ... ابھی ایک بیٹے سے ... ہوا تھا کہ ... میں ہوشیار نہیں کی جا کے درخت پر خوب چڑھتا ہے ... خوش رہتے ہیں ... کو کمانے والے لگتے تو وہ بول (نکاح) پڑھوا کے ان کے ... سے بھی ... ہو جاتی ... لوگ ... دنیا ... کا تماشا دیکھتے ہیں اور ... روپیہ بٹور کے لے جاتے ہیں۔ ... کم ... یہ ... کی برکت اٹھ جاتی ہے کہ گھر ڈرے

کام کوں پر پڑے جنت پھرتے ہیں آج کی بچے بھوکی کھتی نہیں۔ اب ایک نیا دھندا جا پیشہ اٹکا ہے مستحق سمجھیں اس میں بھی بڑی آمدنی ہوتی ہے اس کو لڑنے دھندے کا نام بھی نرالا ہے۔ ہڑتال کا نوا گن انام ہے۔ ہماری جوانی میں جو کوئی صورت ہڑتال کا نام بھی نہیں تو ٹھیکوں میں دوائی جاتی ہے۔ بے شرم کی بات ہے کہ آجکل ہر شہر میں ہڑتال ہڑتال کی پکار ہوتی ہے اور کوئی نہیں پوچھتا تو بات کیا ہے بری بات کا رواج ہو جاتا ہے تو وہ بھی اچھی ہو جاتی ہے۔ میری سمجھ میں تو یہ ٹھیک نہیں آتی کہ

کھوڑوں ہڑتال میں کس قدر کمائی ہوتی ہے مگر ایک منشی جی نے سمجھایا کہ ہڑتال کرنے والے لوٹتے ہیں۔ سنتے ہیں ایک دن کمبخت کا مضمون ... ہوتا ہے جو جزبہ ہو جاتی ہے۔ اس ہڑتال کرنے والے مزے میں رہتے ہیں۔ موٹروں پر بیٹھے گھومتے ہیں رسم سے آؤ بھگت (مشقیاں) ہوتی ہے کھانا کھلاتی کرتے ہیں چندہ تھیلیوں میں جہاں جاتے ہیں لوگ آنکھوں پر بٹھاتے ہیں دعوت کرتے ہیں ساں کھوڑوں خاطر داری ہوتی ہے۔ لے پوچھو بھلا ہڑتال میں کیا مزا ہے۔

ایک دن کا حال سنو میں جا رہی تھی ... کے میلے رہتے ہیں ہزاروں آدمی ایک جگہ تھے جمع تھے مگر سب مزدور ... ریل گھر کے تھے ایک سر پگڑی باندھے چیخ رہا تھا بھائیو! انکا ہے ... دال مرچوں کے مول بکنے لگی۔ تم سب ... مرتے ہو امیر لوگ مزے کرتے ہیں۔ ریل کی کمپنی تمہارے ہاتھ پیروں کے صدقے میں ... رہتی ہے مگر مزدوری نہیں بڑھاتی۔ اب اس ... کا ... ہونا چاہیے۔ تم سب کام کاج چھوڑ دو بس ... مانگے بھیک بھی نہ ملے۔ کوئی کوڑی کے ... انکے ہاتھ سے نہ کھائے۔ ہر کارخانے والے ریل والے سری ٹھیک کرنے ... تمہارے



آلو آ گئے بہت اچھا نہیں تو جب ہی کہتا ہے بس بند ہو گیا
والا تمو کی ہے خوب تالیاں پٹیں خوب رو ہوئی
مگر تھوڑی تالیاں بجتی تھیں یہ مردود ایسا ڈھیٹ تھا کہ
اور مرش ہو رہا تھا شرم نہیں آتی بچی میں بھی اس
زمانے میں نواب چچا صاحب کی نوکری چھوڑ کے
بیٹھی تھی میرا مردود لاڈلا ابھی کہنے لگا کہ بی اماں
ماما مصلیں بھی اسی طرح ہڑتال کریں تو کیا اچھا
ہو جائے۔ اس وقت ان شاء اللہ مجھے اپنے دو سرے پیارے لال
آ گئے جو دو دو چوتھے تو بس ہڑتال ارڈھتے ہڑتال
بچھاتے ۔ خیر وہ نہیں تو ان کی نشانی میرا بڑا لڑکا موجود
ہے ان شاء اللہ جلالہ (تعالیٰ) وہ ہڑتال کریگا۔ اے
ہاں وہ بھی کام کاج سے گھبراتا ہے بس آئین تین
(مینہ) اپنا باپ ہے۔ ان میاں کی جان سے
دور وہ میاں مرنے والے بھی یہی کرتے تھے صبح
(صبح) ہوئی پڑا دا (پچا دو) اٹھا یا گھر سے نکل گئے
شام کو آئے چار لکڑیاں ہاتھ میں۔ ارے کیا کرتے
رہے دن بھر۔ کچھ نہیں مزدوری لگی نہیں تو پیں لے

"ہمت مرداں مدد خدا"

یہ اس نئے اخبار کا نعرہ جنگ ہے جو ہندوستانیوں میں
آزادی کی روح پیدا کرنے اور تمام فرقہ وار آبادی خصوصاً مسلمانوں
کے جائز حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے مشہور معروف صحافت و
سیاست سید جالب دہلوی سابق ایڈیٹر روزنامہ ہمدم لکھنؤ
کی زیر ادارت و ملکیت اسم بامسمیٰ روزنامہ اسلامی

"ہمت"

کے نام سے یکم اپریل ۱۹۲۶ء کو دار السلطنت لکھنؤ سے
اشاعت پذیر ہوگا
اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقع
کیونکہ روزنامہ ہمت کے ابتدائی نمبر کی کثیر تعداد
تقسیم کی جائے گی خصوصاً مکاتب اور اضلاع ملک
متحدہ کے سرکاری ذی اقتدار اشخاص کو بھیجا جائیگا

شرح چندہ:

قیمت فی پرچہ دو پیسہ

سید عشرت حسین

منیجر روزنامہ "ہمت" [illegible] لکھنؤ

کہاں لالو گلیڑیاں کھیلا ایک وقت کا انہیں تو ایسا ہو جاتا
اس قسم کے آدمی کو جیسے کام کاج کیے جاتے بیٹھے
نہیں۔ بیکار کام سے بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ہو جاتا ہے
مدرسے میں ایک لڑکا کتاب پڑھ رہا تھا اس میں
لکھا تھا جس نے ریل نکالی وہ کھانا پکا رہا تھا
بھاپ کے زور سے ہنڈیا کی ڈھکنی ہلا جاتی تو
اُسکے دل نے کہا اتوہ بھاپ میں اتنی طاقت ہے
اے لو بس اتنی سی بات پر اس نے ریل بنا ڈالی
یہ سب عقل کا کھیل ہے۔ عقلمند عقلمند کی دور
بلا۔ پچھوس میں ایک کرایہ دار ٹھہرے آئے وہی
بلا کے عقلمند تھے اور مٹی سے پیسہ پیدا کرتے
تھے پھر فرمایا کہ گھر سے باہر قدم نہیں نکالتے تھے
دھونکنی نال کھال گھر بیٹھے کچھ شغل شغل کرتے
تھے نہ جانے کیا ہو گیا۔ بڑا جو پولیس والے آئی
اور بیچارے کو پکڑ لے گئی۔ جو پولیس پکڑتی
تو وہ اللہ کا بندہ ضرور سونے کا پیوند گھر میں بنا لیتا۔
ہمارے میاں صاحب بھی اُنکے ساتھ شغل کرتے تھے
وہ تو اللہ نے خیر کی نہیں وہ بھی دھر لے جاتے۔
ایسا کام کس کام کا۔ جو بیکار بیٹھو تو ہاتھ پاؤں
نوتھ ہو جاتے ہیں۔ جوانی میں کماؤ بڑھاپے میں
کھاؤ۔ وقت دیکھ کے بات کرو۔ بُری صحبت میں
نہ بیٹھو وہی مثل ہے "بھلا اچھی صحبت چبا ناگر پان
بیٹھ بری صحبت کٹا ناک اور کان"
ایک ہماری چاچی صاحب ہیں گوری سدا کی
اپا ہج خاوند سے کبھی نہ بنی۔ نوکری کی تلاش زمانہ
میں رہتی ہیں نوکری نہیں جڑتی (میسر آتی) کہتے ہیں
خالہ ڈرنکار (روزگار) سے لگا دو۔ میں بولی تم سے
... نوکری ہو نہ سکے گی ہاں ایک جگہ ہے کہو تو
بتا دوں۔ پوچھنے لگی کہاں؟
میں نے جواب دیا "پنچ شہر داری کی بھرتی
ہو رہی ہے وہیں چلی جاؤ کہ بات کرنے کی بھی ارشاد
نصیب ہو گئی۔ آخر؟ ایسی دنیا بھر کا یہی علاج
ہے۔

راقم

محمد علی رودولوی

غازی انور پاشا مرحوم بنام جنرل نادر خاں

"جنت کی ڈاک"

محب من السلام علیکم۔
تمہاری وطن دوستی کا افسانہ تمہاری بہادری
اور بے جگری کا قصہ اُٹھا وہ پہنچا ہوا کہ ہمارے کانوں
تک بھی پہنچ گیا۔ یہ وہی کان ہیں جو طرابلس میں
اور قسطنطنیہ کی ڈھن گرج لیتے رہتے تھے اگر اٹلی
میں کوئی آلپین بھی گری تو اس کی جھنکار میں نے
ریگستان طرابلس میں سُنی جب مجھے معلوم ہوا
کہ سلطنت ظالم حرامیوں کے ہاتھوں اونے پونے
فروخت ہر کے اغیار کے قبضے میں جانے والی ہے
تو اسی وقت جیسیں بدل کے چل کھڑا ہوا بخاک
[illegible] دشمناں "بیماریوں کی خوب ہی پرکھ رکھنے
والے چارہ [illegible] [illegible] کہاں
گیا۔ دشمنوں نے [illegible] کہیں راہ
بھی [illegible]
[illegible]
مجمع میں کوئی [illegible] بڑی
[illegible]
دل ہی سمجھتے تھے کہ بڑے آدمی ہیں ان کی مراتب
اور احوال ڈھلتے ہیں کہ بے قدم باہر نکال
نہیں سکتے۔ پھر ایسا دھوم دھام کی ڈھنگ سجا لیں
عجیب سکتی ہے۔ الغرض میں بہت تھوڑی ان میں تم سے
مدعا ہوا اسی وقت شہید ہو گئیں جب
ایوان حکومت میں میرے لیڈر ل کا درجہ لگا اور
میں ترتیب و تجدید نظام میں کامیاب ہو گیا۔
برادرم غصہ نہ کرو۔ تیجائی رکھا کا یہ محل
نہیں۔ میں اب ایسی جگہ ہوں جہاں کسی انسان
کے غصے کی رسائی نہیں۔ بات ہے واقعی جاتے
بگڑ و جاتے ہو تم یورپ میں رہتے مگر ہیں ایسی
اپنی بیکاری کے عظیم الشان فن پر تم نے اطلاع
ہم تک پہنچائی۔ حالانکہ وسط یورپ میں گیا ہو تو
سیدا پانی کی گاؤں سے واقف ہو نا قابل افسوس
ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے



تحائف عید برائے کابل از قندھار



گو کسی شکاری بچے کی تصویر جس میں شکاری بچہ
چڑیا کو غلیل سے مار رہا ہو اور یہ بچہ … پرست کے
چھت سے گرتے دیکھا اور ٹوپی کے چھکے میں گرتا ہو۔
کیونکہ جب پاؤں بڑھا اور کم نصیب تھا کے
جلنے میں وہ تمام نزیب خیال ہیں جو ایک شکاری سے
بوقت شکار سرزد ہوتے ہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ
شکار کو شکاری کے ارادے کی خبر نہ ہونے پائے۔ بچے
کے پاس تیر کمان نہیں، بندوق نہیں، غلیل نہیں
اسلحہ نہیں لے دے کے ایک ٹوپی ہے، جس کا نشانہ
بے روک کامیابی حاصل کرنے کا آرزومند ہے۔ دوست
تعجب کی بات نہیں ہے۔ تم ایک شکاری ہو اور اب تو وقت
کی شکارگاہ میں علم تیر کا درس بھی لے چکے ہو آخر
تمہیں کس بے وقت نے مشورہ دیا تھا جو تم توپ
بندوق نہ سہی غلیل ہی کا سہارا لیتے۔ انگریز جیسے
کا شکار کرنے چلے … تمہاری … تصویر
میں … ہے۔ … تو … پھر
… سے شکار کرنے چلے وہ آئے ہیں جنرل
نادر خاں جیسے آتے ہی … کہ کیا جا پائیں گے

ابھی افغانستان میں انکا بڑا قریب بھی ہو آئے اور
تو تم شہر کی بے پناہ فوج نے تاخت بہت جھپٹ چھاؤنی
کو جو چند روز … امان اللہ کو المخلص فی الملک اللہ
بنا چکے ہیں انکے سامنے … باندھ کے پیش کر دیا۔
وہ … جو غلل میں … جا کر فتح … ڈروں نے
کروا دیا ہے اور جس کے معنی یہ ہیں کہ شیر کی صورت رکھنے
والی حکومت کے گلے میں تم نے غلام ڈال دیا، کیونکہ یہی
سانحہ آتا ہے یعنی مصور آدمی ہے، شیر نہیں ہے، شیر
ہوتے ہیں طرح طرح کے، ایک وہ جو غلل سے ہاتھ ہوتے
آگ میں پھاند پڑتے ہیں اور بعض بھی بندوق کی
نال منہ میں دبا لیتے ہیں۔

دوسرے وہ جو عقل سے کام لیتے ہیں اور بے طرح
تو ظاہر نہیں کرتے۔ برٹش حکومت خالی خولی شیر نہیں
ہے وہ بڑے بڑے شیروں کو اپنی تدبیر سے …
بنا چکی ہے، وہ جنگلی شیر نہیں اس نے تو بیسویں صدی میں

تعلیم پائی ہے۔ عقل کا سہرا جو کوئی مضمون ان شعر نما
جس پر سنج بانٹنے کے لیے اس قسم کا … کروا کر گیا۔
چونکہ مصور اس قسم کی سیاسی تصویریں بنانے میں
کامل استاد ہیں، جنگ سے قبل غلل نے ایسی
ہزاروں تصویریں بنائیں مگر آج اس جہیز افغان سلطنت
کا کیا حال ہے؟ اگر کوئی پوچھے کہ میاں عقاب وہ
کاغذ ہی پیکر کیا ہوا۔ وہ جرأت تصویر کہ …
تم شیر کی آنکھ پر چوٹ کرتے ہوئے دکھائے گئے تھے
اس وقت مجھے دوسری سلطنتوں کا ذکر مرغوب نہیں
روئے سخن تمہاری طرف ہے۔ کابل کوئی یورپ
کی جمہوری سلطنت نہیں جہاں کسی صاحب عقل و
دانش کی ذہانت سے فائدہ اٹھانے کا عام شوق
ہو۔ عقلاء سے روزگار کو جہاں بلا کے اپنے مشورے دینے
کی صلاحیت ان میں ہوتی تو آج وہاں …
کو نہ پوچھتا۔ پھر تم کیا سمجھ کے اور کس امید پر …
ہاتھ … بڑھ رہے ہو۔ خصوصاً ایسی حالت میں
کہ تمہارا وطن اس وقت چوروں کی آہنی جیب میں
مبتلا ہے۔ تمہارے ساتھی جنگی … پر تمہیں بچانے
خود … مسلسل … بے دست و پا ہیں۔ چور …
سے … آسان کام سمجھتا ہے۔ چور بھی کیسے …
بازار کے … جنہیں صرف چوری کے گر ہی معلوم نہ ہوں
بلکہ حدیث بھی خوب جانتے ہیں۔ ایک کتاب میں …
ابن عبد العزیز الاندلسی کے مصاحب کا حال
پڑھا تھا وہ اس وقت یاد آگیا۔ ابن … مسلم
مصری ناقل ہیں کہ یہ صاحب … عبد الملک
کی صحبت میں آیا اور کہنے لگا عجیب لطیفہ ہوا میں نے
ایک گھر صحرا میں بنایا تھا جب آبادی سے گھبراتا تو
جنگل میں بسیرا لیتا تھا۔ کل دن کو میں شہری گھر سے
جنگلی گھر کی طرف چلا تو راہ میں ایک شخص نے
مجھے گھیر لیا اور کہنے لگا اپنے کپڑے اتار دو۔
میں: کیوں؟
چور: مجھے ان کپڑوں کی ضرورت ہے اور میں
تمہارا بھائی ہوں۔ یہ کیا انصاف ہے کہ میں تو ننگا
رہوں اور تم بہت سے پانچوں کپڑوں میں …
میں: تو پھر میں کیا کروں؟

چور: یہی کہ لباس اتار کے مجھے عنایت کرو، وقت
دونوں … پہنا ہے، میری باری ہے۔
میں: بلکہ میں ننگا ہو جاؤں؟
چور: اس میں کیا مضائقہ ہے۔ … سے روایت
ہے کہ ننگے نہانے میں کچھ مضائقہ نہیں۔
میں: یہ … لوگ مجھے ننگا دیکھ کے کیا کہیں گے۔
چور: بھلا اگر اس راستے میں لوگوں کی … کا
گمان ہوتا تو میں آزادی سے کیوں تمہاری …
میں: خیر اس سے کچھ بحث نہیں۔ تم آدمی معقول
معلوم ہوتے ہو۔ اتنا صبر کرو کہ میں اس احاطے میں
چلا جاؤں اور وہاں سے تمہیں کپڑے بھیج دوں۔
چور: یہ فقرے کسی اور کو دو۔ کپڑے تم کب بھیجو گے
ہاں دو چار سنتری سے غلام آ پہنچیں گے اور مجھے گرفتار کر کے
حاکم کے سامنے لے جائیں گے۔
میں: میں قسم کھاتا ہوں کہ وعدہ پورا کروں گا اور
تمہیں ضرور پہنچا دوں گا۔
چور: واہ، تم امام مالک کی اس حدیث پر عمل کرو گے
کہ چوروں سے ایفائے وعدہ ضروری نہیں۔
میں: نہیں بھائی، خدا کی قسم میں اپنی خوشی سے
یہ لباس تمہیں بھیج دوں گا۔

چور تھوڑی دیر متفکر رہنے کے بعد کہنے لگا، بھائی
میں نے رسول اللہ کے زمانے سے لے کے اس وقت تک
جتنے مشہور چور تھے ان کے سوانح پر نظر ڈالی مجھے
کوئی چور ایسا نہ ملا جس نے نقد پر قرض کو ترجیح دی
لہذا میں اسلام میں نئی بدعت کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔
آخر وہ چور بھی تو مسلمان ہی تھے۔ وہ مر گئے اور مجھے بھی
مرنا ہے۔ نئی بات اور بات بھی وہ جو ضرر کا احتمال
کرنا دوسروں کا بوجھ اپنے سر لینا ہے۔ لے اتار دو
کپڑے سیدھی طرح نہیں تو .... پھر ہاں ......
کیا کرتا مجبوراً عبا قبا زیر جامہ گدڑی کر سب اتار کے
سارق محدث کی خدمت میں پیش کیا اور ایک ہاتھ
آگے ایک پیچھے رکھ کے احاطہ صحرائی کی راہ لی۔
الغرض بھائی نادر خاں مجھے تمہاری اس حرکت
پر بہت ہنسی آئی گو چور بازار میں تم حدیث کا
درس دینے لگے ہو۔ میری ہنسی پر دوسری …

روحیں متعجب ہوئیں مگر جب میں نے تمہاری حالت کا حال بیان کیا تو وہ بھی ہنسنے لگیں اور انھوں نے بھی میری تائید و تصدیق کی۔ بلکہ بعض روحوں نے یہانتک کہہ دیا کہ شور بازار اگر نادر خاں کے کوٹ پتلون ہی پر قناعت کرے اور جان چھوڑ دے تو غنیمت ہے۔ وہ کوٹ پتلون لے کے کیا کرے گا۔ اس مذہبی لباس سے وہ متنفر ہے۔ وہ اصلی لباس دکھا کر اترانا چاہتا ہے۔

جنرل صاحب ان چوبیس گھنٹے اُدوروں کی قیمت بھی ملحوظ رکھنے کے قابل ہے جو کہتے ہیں کہ ملا شور بازار نادر سے ملا اور گڑگڑا کے نادر کے قدموں پر گر پڑا۔ ہاتھ جوڑے کان پکڑ کے اُٹھا بیٹھی کی اور کہا خدا کے لیے امان اللہ سے میری خطا معاف کروا دو۔ ان بے وقوفوں کو اتنی عقل نہیں کہ کہاں تم اور کہاں امان اللہ۔ امان اللہ کے پاس اس کے رقیب کی زبانی سفارشی پیام بھیجنے کا امکان بھی ہے؟

خدا ان خدائی خواروں سے بچائے جو ہندوستان میں اس قسم کی خبریں پھیلا کے چندے حاصل کرتے اور امان اللہ کی ساکھ نہیں اپنی جیبوں کی خیر منانے کی فکر میں ہیں۔ (باقی پھر کبھی)

واقف

غازی انور مرحوم

مولانا پنچ کی نوٹ بک

چڑیا نوچن

کابل کے قبائل بیچارے چڑیا نوچن میں پھنس گئے ہیں
وہ کھنچتے ہیں ادھر عاشق اُدھر عاشق کی جانب ہوں
دو طرفہ کھینچنے والے مرے دامن کے پیچھے ہیں

نادر خاں تو اپنے محسن ہیں بعض دوستوں کی بدولت وہ اپنی کامیابی کی امید رکھتے تھے۔ بھلا اس آپادھاپی میں کون کسی کو پوچھتا ہے کابل ایک ایسا مقام ہے جہاں سو برس تک کسی ایک خاندان کو جمتے نہیں دیکھا اگر دوست ایسے بھی ہوتے تو یہ نوبت کیوں پہنچتی ہر ایک دل میں ہوس ہے کہ حکمراں ہو جائے نادر خاں ابھی کہ دو امیدواروں میں سے ایک ہیں۔ اگرچہ اس خبر کی تکذیب کی جاتی ہے کہ نادر خاں گرفتار نہیں اور وہ قبائل کو اپنی موافقت پر ابھار رہے ہیں کامیاب ہوتے نظر آتے ہیں اور چند روز اخباروں کا اس تکذیب کی پیوند زدہ چادریں ایک پیوند اور بھی لگاتے ہیں کہ ملا شور بازار نے وساطت سے بارگاہ امانی میں عذر خواہ ہوا ہے اور نادر خاں امان اللہ کا حق وکالت ادا کر رہا ہے مگر سچ یہی ہو کہ سے

بیک گردش چشم ستمگری
ز نادر بیچارہ نے نادری

اگر وہ گرفتار نہیں ہوئے تو وہ بھی قبیلوں اور جرگوں کے رہنما بن گئے ہوں گے اور انجام میں اگر جیتے بچے تو [illegible] ہوں گے جیسے سقہ بچہ ہو رہے ہیں اور بڑے بڑے قبائل ان کے مشیر و تنخواہ دار پہلے ہی سے ہو چکے امان اللہ خاں اپنی طرف واپس کھینچیں گے۔ اگر بچہ سقہ کے وقت کیا بنا لیا جو جرگوں کی حالت میں بنائیں گے شور بازار نے ارشاد و معاونت کا جال الگ پھیلا رکھا ہے۔ ان کے علاوہ کچھ اور ذرائع مستقل سے بھی ہیں جو چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے خانہ جنگی میں مبتلا ہیں ان کی طرف سے بھی رشوت بانٹی جا رہی ہے۔ اس چڑیا نوچن کا انجام کیا ہوگا شاید یہ تاجیکستان میں روس کی چال بازیوں کی بدولت ہو چکا تاجیکستان بھی کابل ہی کا ایک حصہ ہے۔ یہاں کے تمام قبائل شرعی قواعد اور شرافت کے پابند ہیں اور ایک دوسرے سے بذریعہ عہد و پیمان متحد و پابند ہیں مگر اپنے مفادات ملک و تسلط میں کامل آزاد و پابند نہیں ہیں کہ عظیم خونریزی کروائے بغیر دم لیں گے یا روس میں بھی ترجیح دیں۔ ایشیا ایک عظیم انقلاب کا منتظر ہے۔ کل سے قریب ہو چکا۔ دیکھئے کیا ہو۔

نیا عمل جب

جناب کی تمنا کی قسم کا جواب کی۔ سنا ہے امان اللہ خاں صاحب اپنے نوجوان بیویوں کی ترقی کے لیے کا اسم اعظم پڑھا جاتا ہے فتح حاصل ہو تو شور بازار کے نکلے ہیں کی تعداد نہ نکلے اور شکست ہوئی تو کاکا جان ہیں [illegible]

کا درمیہ۔ پیر شور بازار کوئی معمولی آدمی نہیں انقلاب سے پیشتر غیر شرعی اور غیر ضروری اصلاحات پر وہ تنقید کیا کرتے تھے اور وہ تہیہ کئے ہوئے تھا کہ شہر بلا غازی آئے گا اسلام سے مستفید ہو تھے اب کے کفر سے ختم ہو گئے۔ ایک شخص کی آنکھیں دکھتی تھیں دوسرے شخص نے کہا میاں قرآن پڑھو مسجد و تیل کہہ کر دعا کرے انشاء اللہ وعدہ میں آنکھیں اچھی ہو جائیں گی تب وہ صاحب کہنے لگے ابھی ان دونوں دواؤں میں تھوڑی سی افیم زعفران بھی ملا دو تو زیادہ نفع ہوگا۔ کافر کے جرگے کی توجیہ میں تسخیر کی پوری قوت نہیں۔ امداد و عنایت والدہ کے ساتھ نذر کی کوئی ادا یعنی ہوئی چاہیے کہ وہ کا پیدا کیا ہوا آشوب شہر کابل رفع ہو۔ جناب انگریزی کا کیا معنی ہے؟

انگریزی سے کہ قسم ہو تو ہم [illegible] کا گیا ہے بھی آیا ہے [illegible] سمجھ آپ کو [illegible]

ترس خدا

[illegible] گاڑی کا ایک طریقہ ہے کہ [illegible] گھر سے نکلے کچھ پیچھے کچھ رستے کا [illegible] ان کی مٹھی میں ہیں اور دونوں سے [illegible] آداب عرض ہے خان صاحب۔ [illegible] سے ملاقات ہوئی۔ وہ یک [illegible] تھیں بیچاری بیوہ تھیں لاڑی [illegible] شب کو انھوں نے قضا کی۔ رشتی دکھا کے [illegible] زخم گیا ہے سرت وہ بیوی کی اور گھر سے میں [illegible] آپ کو بھی ثواب کمانے کا موقع ملا۔ آہ بیوی بیچ سے رخصتا آخر فنا۔ رہے نام اللہ کا۔

کھینے والے کو دل دیا بیت دفن ہوئی [illegible] اس سے نہیں سرو کا رہ [illegible] والے کی گر اللہ ہی نظر کا [illegible] دینے والے کے پیچھے پڑ [illegible] وہ بھی شریک ہے۔ [illegible] کمیٹی نے بھی یہ مسلمان اولاد مدارس کے واسطے مذہبی تعلیم اور [illegible] مسلم اساتذہ کی سفارش بیرونی کی [illegible]

اس ترس خدا میں اور کچھ نہیں تو امتیازی [illegible] کا وجود رنگ کی آگ ضرور بھڑکا دے گی۔ [illegible] سے اٹھے یا نہ اٹھے۔ وہوالمطالب

جلد چہاردہم

رجسٹرڈ نمبر اے ۳ ۸ ۲

رجسٹرڈ نمبر ۸۲

اودھ پنچ لکھنؤ ۱۹۲۹ء

غذائے روحانی

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہواؤں میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کا غذ پر لے لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

تاحال موسیقی کے جزو علمی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی

مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لیکے زمانۂ حال تک صدہا استادان فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دُھرپد اور ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار تھے صدہا راگوں کی دُھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں انسے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں کہ دیے گئے اسیطرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جسطرح کہ خود استاد تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ جو ... نہایت مقبول ہوا۔ تمام ہندوستان کے استادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ

محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ۔

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

کا

منظوم سفرنامۂ عراق

...ظریف کی شاعری ... ظرافت ... قیمت فی جلد ...

المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرح ... مفیس

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ